ابن انشا بحیثیت ''مترجم'' ایک اجمالی جائزہ

شاہنواز عالم
ریسرچ اسکالر
شعبۂ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ

ملخص

نئی چیزوں کی تلاش اور شخصیت کی پراسراریت اور انوکھے پن کی وجہ سے ابن انشا کو ایڈگر ایلین پو(Edgar Allan Poe) اور او۔ ہنری(O.Henry) سے بھی لگاؤ پیدا ہو گیا۔ جن کی کہانیوں کو انہوں نے بڑے اہتمام سے اردو میں منتقل کیا۔ ابن انشا کی تراجم کے میدان میں خدمات کے ذکر سے پہلے ایک قدرتی سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ آخر ترجمے کی سرے سے ضرورت ہی کیا ہے؟۔ تو مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ دوسری زبانوں سے کسی شہ پارے کا ترجمہ اپنے ساتھ ایک نئی فضا لاتا ہے۔ ادبی نقطہ نگاہ سے ایک لمحے کو قطع نظر تراجم کے ذریعے کئی اور طرح سے بھی زبان کو تقویت پہنچتی ہے۔ ابن انشا نے جس دلسوزی، جانفشانی اور حسن و خوبی سے روسی، چینی، جرمنی، جاپانی اور پاکستان کی علاقائی زبانوں کے شاہکاروں کو اردو میں منتقل کیا ہے وہ بلا شبہ اردو کی تہذیبی نشو و نما میں ان کا گرانقدر حصہ اور ایک وقیع ادبی خدمت ہے۔

ابن انشا بحیثیت ''مترجم'' ایک اجمالی جائزہ

''لاہور میں ایک چینی موچی کی دکان ہے۔ سڑک پر گزرتے ہوئے ایک صاحب نے اس دوکان کے شوکیس میں رکھا ہوا ایک انوکھا اور خوبصورت جوتا دیکھا، فوراً وہیں رک کر دوکان میں داخل ہوئے اور اس کے مالک سے پوچھنے لگے اس جوتے کے کیا دام ہیں؟ دوکاندار بولا مگر آپ اسے خرید کر کیا کیجئے گا، یہ آپ کے پاؤں کا جوتا نہیں ہے۔ وہ صاحب بولے مگر میں تو اسے خریدنا چاہتا ہوں، میں اس کا ترجمہ کرونگا''

چند لمحے ابن انشا کے ساتھ، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی، دوماہی الفاظ علی گڑھ، جلد نمبر ۳، شمارہ ۳، اشاعت مئی وجون ۱۹۷۸ء، ص ۲۰

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی بیان کرتے ہیں کہ یہ صاحب ابن انشا تھے۔ ایک پراسرار، انوکھی، طباع اور رومانی شخصیت کے مالک اور جوتے کا ترجمہ تو محض ان کی خوش طبعی کا ایک مظاہرہ تھا۔ مگر اس جوتے والے سے تعارف کی بدولت انہیں چینی شاعری کی تلاش ہوئی۔ پھر وہ طرح طرح کے مجموعے اور انتخابات ڈھونڈ ڈھونڈ کر لائے اور ان کے اردو میں منظوم ترجمے کر ڈالے۔ 'چینی نظمیں' کے نام سے ایک کتاب بھی شائع کی۔ اس کتاب میں قدیم چین کے لوک گیت ہیں، صحیفۂ کنفیوشس کی نظمیں ہیں، پھر چرواہوں کی تانیں، جوگیوں اور بیراگیوں کی خود کلامیاں اور ان کے اقوال دانش ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عہد جدید کی منظومات بھی۔

ابن انشا کی تراجم کے میدان میں خدمات کے ذکر سے پہلے ایک قدرتی سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ آخر ترجمے کی سرے سے ضرورت ہی کیا ہے؟۔ تو مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ دوسری زبانوں سے کسی شہ پارے کا ترجمہ اپنے ساتھ ایک نئی فضا لاتا ہے۔ ادبی نقطہ نگاہ سے ایک لمحے کو قطع نظر تراجم کے ذریعے

کئی اور طرح سے بھی زبان کو تقویت پہنچتی ہے۔ مثلاً سائنسی اور طبی کتابوں کے ترجمے دیگر اقوام کی علمی کاوشوں اور کامیابیوں سے واقفیت بہم پہنچاتے ہیں۔ دوسری زبان کی خوبصورتی اپنی زبان میں آشکار ہوتی ہے جس سے اس کے حسن اور زیبائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ترجمہ دو قوموں، تہذیبوں اور زبانوں کے درمیان پل کا کام کرتا ہے۔

نئی چیزوں کی تلاش اور شخصیت کی پراسراریت اور انوکھے پن کی وجہ سے ابن انشا کو ایڈگر ایلن پو (Edgar Allan Poe) اور او۔ہنری (O.Henry) سے بھی لگاؤ پیدا ہو گیا۔ جن کی کہانیوں کو انہوں نے بڑے اہتمام سے اردو میں منتقل کیا۔

ابن انشا نے ایک مختصر سی روسی ناول کا ترجمہ 'مجبور' کے نام سے کیا۔ اس ناول کا مصنف نسبتاً غیر معروف ناول نگار 'یوجین چرخوف' ہے۔ ابن انشا کو یہ ناول کہیں سے مہیا نہیں کروایا گیا تھا اور نہ ان کی کسی تلاش و جستجو کا اس میں دخل تھا۔ یہ محض اتفاق ہی ہے کہ ابن انشا جن دنوں (۴۶۔۱۹۴۵ء) محکمہ ملٹری اکاؤنٹس کی ملازمت کے سلسلے میں انبالہ چھاؤنی میں مقیم تھے تو ایک شام انہیں یہاں کے کباڑی بازار میں سے گزرتے ہوئے اس ناول کا ایک ہندی ترجمہ بعنوان ''بندی'' ردی کے ایک ڈھیر سے ملا۔ ابن انشا اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ:

> ''رات کو جب میں اسے پڑھنے بیٹھا تو دل پر عجیب اثر ہوا، کچھ کچھ اپنی آپ بیتی معلوم ہوئی، چند دن کے بعد دوبارہ پڑھا۔ آخر ایک روز ترجمہ کرنے بیٹھ گیا۔ طالب علمی کے دنوں کا ذوق و شوق اور دلسوزی آپ جانتے ہی ہیں۔ خوب دل لگا کر ترجمہ کیا''

ابن انشا احوال و آثار: ڈاکٹر ریاض احمد ریاض، ص ۸۰۹

اتفاق سے انہیں دنوں لاہور میں ایک نئے ادارے ''سنگم پبلشرز'' نے غیر ملکی ناولوں کے ترجموں سے اپنے کاروبار کا آغاز کیا۔ ابن انشا کے دوست شیر محمد اختر اور راجندر سنگھ بیدی اس اشاعتی ادارے سے وابستہ تھے، انہوں نے ابن انشا سے اس ناول کے ترجمے کا مسودہ حاصل کر لیا۔ ان لوگوں کو ان کا یہ ترجمہ اتنا پسند آیا کہ اس ادارے سے سب سے پہلی یہی کتاب چھپی جو ابن انشا کی بھی اولین کاوش تھی۔ پہلی اشاعت کے وقت اس ترجمے کا نام ''سحر ہونے تک'' رکھا گیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس کی

دوبارہ طباعت کے موقع پر اسے 'مجبور' کے نام سے پیش کیا گیا۔نام بدلنے کی وجہ خود مترجم نے یہ بیان کی ہے کہ اس دوران اس کے پہلے نام کی کچھ اور کتابیں منظر عام پر آ چکی تھیں۔ابن انشا کا یہ ترجمہ ان کے زمانہ طالب علمی کی یادگار ہے۔لیکن ترجمے کے فن پر ان کی غیر معمولی گرفت کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ناول کے اصل خدوخال کو اجاگر کرنے کی لیے ابن انشا نے لفظ بہ لفظ ترجمہ کے بجائے کسی حد تک آزاد ترجمانی سے کام لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ترجمے میں اصل کتاب کی روانئ عبارت اور زور بیان کچھ اور بھی اجاگر ہو گیا ہے۔اس کا ایک روپ ملاحظہ ہو:

ہوٹل کے اس مکمل سکوت کے عالم میں
نکولس بار بار گنگنا رہا تھا:
دل رہین غم جہاں ہے آج
ہر نفس تشنہ فغاں ہے آج
سخت ویراں ہے محفل ہستی
اے غم دوست تو کہاں ہے آج
گودر یلو! ایک بوتل اور۔بوتل آ گئی اور نکولس پھر دادمے کشی دینے لگا:
سخت ویراں ہے محفل ہستی
اے غم دوست تو کہاں ہے آج
رات بہت گزر چکی تھی، چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے
رات چاندنی کی ردا اوڑھ کر خود بھی سو گئی ہو

مجبور: مترجم ابن انشا (روسی ناول سے ترجمہ کیا تھا)

صاف ظاہر ہے کہ یہاں مترجم نے ناول کے اصل الفاظ کو اردو کا روپ دینے کے بجائے یہ کوشش کی ہے کہ اس موقع پر پوری عبارت پڑھ کر جو مفہوم اور تاثر اس نے اپنے ذہن پر مرتب کیا ہے اسے اپنے مخصوص اسلوب میں اردو میں بیان کر دیا جائے۔

اسے محض اتفاق ہی کہیے کہ ابن انشا کے ترجمے کی یہ خوبی آگے چل کر ان کے یہاں اس فنی حسن کے ساتھ برقرار نہ رہ سکی۔شاید یہ اس لیے بھی ہوا کہ اس کتاب کے بعد انہوں نے جتنے ناولوں اور

افسانوی مجموعوں کے ترجمے کئے وہ طالب علمانہ ذوق وشوق اور دلسوزی سے نہیں بلکہ بعض اداروں کی فرمائش پر اور اپنی مالی ضرورتوں کے پیش نظر ایک کام سمجھ کر نمٹائے۔ڈاکٹر ریاض احمد ریاض رقمطراز ہیں:

''ان کے منظوم تراجم بالخصوص چینی شاعروں کی نظموں کا انتخاب 'چینی نظمیں' اور ایک جرمن قصے کا اردو روپ 'قصہ ایک کنوارے کا' اس ذیل میں نہیں آتے کیونکہ یہاں پھر وہی ذوق سلیم موجود ہے جو کسی فن پارے سے خود لطف اندوز ہونے کے بعد مترجم کے دل میں اس خواہش کو ابھارتا ہے کہ وہ اپنے ہم زبان لوگوں کو بھی اس مسرت میں شریک کرے''

ابن انشا احوال وآثار: ریاض احمد ریاض،ص۸۱۶

ابن انشا کے تراجم کی وہ تفصیل جو کتابی صورتوں میں منظر عام پر آئے اور مقبول ہوئے درج ذیل ہیں:

۱-نثری تراجم:

شہر پناہ:امریکی ادب میں نوبل انعام یافتہ ناول نگار جان سٹین بیک(John Stein Beck) کے ناول(The Moon Is Down) کا اردو روپ ہے۔

لاکھوں کا شہر:مشہور عالم امریکی افسانہ نگار او۔ہنری(O.Henry) کے مقبول ترین افسانوی مجموعے(The Poor Milllion) کی ۱۷ منتخب کہانیوں پر مشتمل ہے۔تین کہانیاں مترجم نے او۔ہنری کے دوسرے مجموعوں سے منتخب کی ہیں۔اس طرح 'لاکھوں کا شہر' میں کل ۲۰ کہانیاں شامل ہیں۔

اندھا کنواں:ایڈگر ایلین پو(Adgar Allan Poe) کی پراسرار تحریروں کا یہ ضخیم مجموعہ اس کی بائیس کہانیوں پر مشتمل ہے۔جسے پہلی بار مرکز ادب کراچی نے امریکی اشاعتی ادارے مکتبہ فرینکلن کے اشتراک سے ۱۹۵۷ء میں شائع کیا۔

سانس کی پھانس:ایڈگر ایلین پو کے شاہکار افسانوں کا سلسلہ نمبر ایک،ابن انشا کی ترجمہ شدہ پو کی چھ کہانیوں پر مشتمل ۱۴۲ صفحے کی یہ کتاب پہلی بار جون ۱۹۶۲ء میں طبع ہوئی۔

وہ بیضوی تصویر:ایڈگر ایلین پو کے افسانوں کا دوسرا مجموعہ ہے۔اس میں اس کی پانچ کہانیاں شامل ہیں۔

چہ دلاورست دزدے:ایڈگر ایلین پو کی کہانیوں کے اس تیسرے مجموعے میں کل پانچ کہانیاں ہیں۔

عطر فروش دوشیزہ کے قتل کا معمہ: ایڈگر ایلن پو کے شاہکار افسانوں کا سلسلہ نمبر۴،اس میں مصنف کی دو مختصر تمثیلیں اور چار کہانیاں شامل کی گئیں ہیں۔

ابن انشا نے غیر ملکی نثری ادب کے جن شاہکاروں کو اردو کا رنگ دیا ان میں روسی ناول نگار یوجین چرخوف اور امریکی ادیبوں جان سٹین بیک،او۔ہنری اور ایڈگر ایلن پو کے بعد اب صرف جرمنی کے افسانوی ادب کی ایک دلچسپ کتاب کا ذکر باقی ہے جسے انہوں نے اپنے دوست ممتاز حسن کی فرمائش پر ادارۂ پاک جرمن فورم کے لیے اردو میں منتقل کیا۔

کارنامے نواب تیس مار خاں کے: یہ کتاب جرمنی کے مشہور فرضی کردار اور دنیا کے سب سے بڑے گپ باز بیرن منش ہاؤزن (Baran Munch Hausen) کے کارہائے نمایاں پر مشتمل ہے۔ابن انشا نے اس کتاب کا ترجمہ اپریل ۱۹۷۱ء میں کیا اور اسی سال جون میں پاکستان کے اہم قومی اشاعتی ادارے نیشنل پبلشنگ ہاؤس نے اسے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔

۲۔ منظوم ترجمے:

منظوم ترجموں میں ابن انشا کی یادگار صرف دو کتابیں ہیں جبکہ تیسرا منظوم ترجمہ انہوں نے اپنی ہی ایک نظم کا انگریزی میں کیا ہے۔

چینی نظمیں: قدیم وجدید چینی شاعروں کی نظموں کا ترجمہ ہے۔

قصہ ایک کنوارے کا: جرمنی کے نامور اور ہر دلعزیز کارٹونسٹ اور زندہ دل نظم گو ولہلم بش (Wilhelm Busch) کے مزاحیہ فن پارے (Adventures Of Bachelor) کا اردو رنگ ہے۔ابن انشا کا یہ ترجمہ ۱۹۷۱ء میں منظر عام پر آیا۔

Look At This Child: اپنی نظم 'یہ بچہ کس کا بچہ ہے'۔جو ان کے دوسرے شعری مجموعے 'اس بستی کے اک کوچے میں' میں شامل ہے کا انگریزی میں look at this child کے عنوان سے ترجمہ کیا۔

۳۔ بچوں کے لیے:

تارو اور تارو کے دوست: جاپانی مصنف 'کیکویاما' کی ایک کہانی کا اردو روپ ہے۔

شلجم کیسے اکھڑا: ایک روسی کہانی کا ترجمہ ہے۔

ان کے علاوہ ابن انشا کے منظوم ترجموں کی ایک وافر تعداد کے مختلف رسائل و جرائد

میں شائع ہوئی۔ان ترجموں میں وہ شعری فن پارے بالخصوص قابل ذکر ہیں جن میں انہوں نے پاکستان کی علاقائی زبانوں کی شاعری کو اردو کے منظوم روپ میں ڈھالا ہے۔حق تو یہ ہے کہ منظوم ترجمے کا حق ادا کر دیا۔اس سلسلے میں ابن انشا نے سب سے پہلے سندھی زبان وادب کے شاعر شاہ عبد الطیف بھٹائی کے کلام میں سے سندھی کی مقبول رومانی داستان 'عمر ماردی' کا انتخاب کیا۔پھر 'لیلاں اور چینسر' کو اردو آب وتاب میں پیش کیا۔اس کے بعد ان کی نظموں 'چارہ گری' اور 'جمالِ ناز' کو بھی اردو رنگ دیا۔یہاں اس بات کی نشاندہی بھی شاید بے محل نہ ہوگی کہ یہ ترجمے انہوں نے براہِ راست سندھی زبان کے بجائے ان کے انگریزی تراجم کے توسط سے کئے ہیں ۔بنگالی زبان و ادب تک بھی ابن انشا کی رسائی کا ذریعہ بھی انگریزی زبان ہی تھی،چنانچہ یہاں انہوں نے اپنی پسند کے کئی شاعروں کی نظمیں ترجمے کے لیے منتخب کیں اور انہیں کمالِ شاعرانہ چابک دستی سے اردو میں منتقل کیا۔ان میں ڈھاکہ کے شاعر 'کیقباد' کی نظمیں محبت،محرم شریف،ہمت مردانہ اور رخصت،فرید پور کے جسیم الدین کی 'چرواہے کا گیت'،جیسور کے سید علی اشرف کی نظم 'اندھیرا'،اور ابوالحسین کی 'مداوا' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ابن انشا کی ان خدمات کی روشنی میں یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ ادب کو خطوں،ملکوں اور زبانوں میں نہیں بانٹا جا سکتا،تو ابن انشا نے جس دلسوزی،جانفشانی اور حسن وخوبی سے روسی، چینی،جرمنی،جاپانی اور پاکستان کی علاقائی زبانوں کے شاہکاروں کو اردو میں منتقل کیا ہے وہ بلاشبہ اردو کی تہذیبی نشو ونما میں ان کا گرانقدر حصہ اور ایک وقیع ادبی خدمت ہے۔

☆☆☆